



جیسا کوئی نبی بعد عنہ نکالے گا جو سبیں نہیں وہ مرد
میں اس دن میں کوئی نبی نہیں ملتا وہ قہوہ رہے (توفیق علیہ)

تھہجت پر ح

شبِ براءت



نصف شعبان کے فضائل و احکام میں معتدل کلام



شبِ براءت اور مسلمان

اس زمانہ کے مسلمانوں کا ذوق

— ترکِ منکرات و معاصی ظاہرہ و باطنہ کی بجائے صرف فضائل کی طرف توجہ اور دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود کے لئے اسی کو کافی سمجھنا، بلکہ اسی سے ولایت کے تمام درجات حاصل کر لینا۔

— فضائل ما ثورہ کو چھوڑ کر خود ساختہ فضائل اور روایات موضوعہ کا اتباع

صراطِ مستقیم

اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات کے مطابق دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی و کامرانی کا واحد راستہ یہ ہے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بچنے اور دوسروں کو بچانے کی کوشش کی جائے۔ ذکر اللہ بکثرت جاری رکھنے کا اہتمام کیا جائے اور عبادات نافلہ زیادہ سے زیادہ کی جائیں مگر طریق مسنون کے مطابق۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میغزانے بر مصطفیٰ!

دُنْيَا وَآخِرَةٍ مِّنْ رَاحَةٍ وَسَكُونٍ كَانْسِخَةٌ

قرآن و حدیث اور عقل سلیم کا فیصلہ ہے کہ دُنْيَا وَآخِرَةٍ کی ہر مصیبت و پریشانی سے حفاظت اور راحت و سکون کا واحد ذریعہ صرف یہ ہے:

”اللَّهُ تَعَالَى كَيْ سَبْ نَافِرْ مَانِيُوْسْ سَتْ تَوْبَهْ كَرْ كَيْ پُورِي زَنْدَگِي اِسْلَامْ كَيْ مَطَابِقْ بَنَأَيْ جَائَےْ۔“

جن روایات میں اوقاتِ مبارکہ میں عبادت یا بعض خاص اور اد پر مصائب دُنْيَا وَآخِرَةٍ سے نجات کی بشارات ہیں ان کا مطلب یہ ہے

- ① اس نیت سے نفل نماز یا اوراد پڑھے کہ ان کی برکت سے سب گناہ چھوڑنے اور پوری زندگی شریعت کے مطابق بنانے کی بہت پیدا ہو جائے۔
- ② هر قسم کے گناہوں سے خوب ندامت سے استغفار کرے۔
- ③ مکمل دیندار بننے کے لیے پوری کوشش بھی کرتا رہے۔
- ④ دعاء کا بھی دائمی معمول بنائے۔

ان شرائط کے ساتھ نفل نماز یا اوراد پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے گناہوں کا چھوڑنا اور پوری زندگی شریعت کے مطابق بنانا آسان ہو جائے گا تو ہر مصیبت سے نجات ملے گی۔

گناہوں سے بچنے بچانے کی فکر اور کوشش کے بغیر محض اور اد و ظائف نے سکون مل جانے کا خیال بالکل غلط اور اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح فیصلوں کے خلاف ہے۔



تحقیق شب براءت

سُؤال: شیخ عبدالعزیز بن باز کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ پندرہویں شعبان کی کوئی فضیلت کسی حدیث سے ثابت نہیں، اہل شام کی مختصر بدعت ہے، جبکہ یہاں کے علماء اس کے فضائل میں کئی احادیث بیان کرتے ہیں، اس کی حقیقت تحریر فرمائیں۔ بینوا تو جروا۔

ابو جہر بن سعید مأمور اللہ عزوجل

میں نے ۱۳۱۲ھ میں اس کا مفصل جواب بنام ”عظمت شعبان“ لکھا تھا جو میرے رسالہ ”سات مسائل“ میں شائع ہوا تو اس کے بعض مباحث پر بعض علماء نے اشکال ظاہر کیا، اس لیے اس پر نظر ثانی کی گئی جس کا حاصل یہ ہے:

۱ اس رات کا نام ”شب براءت“ کسی روایت سے ثابت نہیں۔

۲ اس میں نزول قرآن اور تقدیر کے فیصلے ہونے کے خیالات نص قرآن کے خلاف ہیں، اس بارے میں کوئی روایت بھی ایسی قوی نہیں کہ اس کا قرآن سے تعارض رفع کرنے کے لیے مختلف بے بنیاد تاویلات بعیدہ تلاش کرنے پر محنت کی جائے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۲/۲۷)

۳ اس میں اموات کو ایصالِ ثواب کی رسم بدعت ہے، بہتی زیور اور اصلاح الرسم میں اس کی سندیت تحریر ہے، مگر حضرت حکیم الاممہ قدس سرہ نے امداد الفتاوی میں اس سے رجوع کا اعلان فرمایا ہے، حضرت حکیم الاممہ قدس سرہ کی تحریر آگے آرہی ہے۔

۴ قبرستان جا کر اموات کے لیے دعاء مغفرت میں اختلاف ہے جس کی تفصیل امداد الفتاوی میں ہے، شیوع بدعت و منکرات اور غلبہ فساد کے اس ذور میں بالاتفاق ممنوع ہے۔

طویل بحث کے بعد اکابر علماء دیوبند رحمہم اللہ علیہ بیان کے آخری فیصلہ کی تحریر آگے آرہی ہے۔

۵ اس دن کا روزہ کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں، فقہ کی کسی کتاب میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں، اس لیے اس کو سنت یا مستحب سمجھنا جائز نہیں۔

۶ اس رات کی فضیلت میں اختلاف ہے، ایک جماعت کسی بھی قسم کی فضیلت کی منکر ہے جس کی تفصیل کتبِ ذیل میں ہے:

۱۔ احکام القرآن لابن العربي: ۲/۱۶۸

تحقیق شب براءت

۲- الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ۱۶ / ۱۲۷

۳- لطائف المعارف لابن رجب، صفحہ: ۱۲۳

۴- الحوادث والبدع للظر طوشی، صفحہ: ۱۳۰

۵- تذکرة الموضوعات للستینی، صفحہ: ۲۵

۶- اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیہ، صفحہ: ۲۰۲

ان کتب کی عبارات آگے آرہی ہیں۔

جمہور انفراد اعبادت مطلقہ کی فضیلت کے قائل ہیں۔

اس پر پوری امت کا اجماع ہے کہ اس رات میں کسی قسم کی عبادت کی تعین، اس میں مختلف اقسام کی تقيیدات و اجتماعات وغیرہ سب خرافات و بدعاں ہیں، اس بارے میں جتنی بھی روایات ہیں سب موضوع ہیں۔

﴿ بحث رواة بعض علماء کی تحریرات سے اعتماد انقل کی گئی تھی، ان علماء پر اعتماد کے علاوہ حوالجات کے مراجعہ سے تصدیق بھی کر لی، مزید تفییش و تقدیر کی ضرورت نہ تھی، بعد میں معلوم ہوا کہ یہ بحث نامکمل ہے، اس پر اعتماد نہ کیا جائے، بعض دوسری کتابوں میں بعض رواۃ کی تعدلیں بھی منقول ہے جس کے مقابلہ میں روایات جرج مجروح ہیں۔

مذکورہ بالانبریوں کی بالترتیب تفصیل:

۲- قال الحافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ:

ومن قال إنها ليلة النصف من شعبان كما روي عن عكرمة فقد أبعد

الن الجمعة؛ فإن نص القرآن أنها في رمضان، والحديث الذي رواه عبد الله بن

صالح عن الليث عن عقيل عن الزهرى: أخبرنى عثمان بن محمد بن المغيرة

بن الأحسن قال: إن رسول الله ﷺ قال: تقطع الأجال من شعبان إلى

شعبان، حتى إن الرجل لينكح ويولد له وقد أخرج اسمه في الموتى، فهو

الحديث مرسل ومثله لا يعارض به النصوص . (تفسیر ابن کثیر: ۴ / ۱۳۷)

”اور جس نے کہا کہ یہ نصف شعبان کی رات ہے جیسا کہ عکرمہ سے روایت کی جاتی ہے اس نے یقیناً بالکل بھل بات کہی ہے، اس لیے کہ بلاشبہ نص قرآن ہے کہ یہ شب یقیناً رمضان میں ہے اور وہ حدیث

جس میں حضور اکرم ﷺ سے مروی ہے:

”ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک کے فیصلے ہوتے ہیں، حتیٰ کہ ایک شخص نکاح کرتا ہے اور اس کے ہاں بچہ بھی پیدا ہو جاتا ہے حالانکہ اس کا نام اموات میں لکھا ہوتا ہے۔“
 یہ حدیث مرسل ہے، اس قسم کی روایات سے نصوصِ قرآن کا تعارض نہیں کیا جاسکتا۔“
 (۴-۳) فیصلہ کا بر علما عدیو بنہ:

الفاظِ حدیث اور تحقیقِ شراح سے اس قدر ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ آں حضرت ﷺ کا اس رات میں بقیع تشریف لے جانا اور دعاء فرمانا بعض خصوصیات کی وجہ سے تھا، جن میں سے اموات مسلمین کو بھی عموم رحمت و دعائے مغفرت میں شامل فرمانا تھا، اور اگرچہ یہ خروج اور دعاء عادتِ مستمر ہوتا بھی اس خاص رات کا خروج اور دعاء دلیل استحباب دعاء لامووات فی لیلۃ البراءۃ ہے، کیونکہ جیسا اس شب میں نزول رحمت خصوصیت کے ساتھ ہے جیسا کہ وارد ہوا:

”ینزل فیها لغروب الشّمْسِ.“ الحدیث

اسی طرح آپ کا خروج بھی دیگر لیالی کے خروج سے ممتاز و خاص تھا، بہر حال اس قدر حدیث سے ضرور ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے بقیع میں تشریف لے جانے اور دعاء میں مشغول ہونے کی وجہ فرمائی:
 إنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَنْزُلُ لَيْلَةَ النَّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ. الحدیث

پس اس رات میں خروج الی المقرہ، دعاء لامووات بھی حدیث کا مدلول ہوا، لیکن یہ ضرور ہے کہ اس کا التزام اور اس پر اصرار ٹھیک نہیں، اور جو خراہیاں اس پر متفرع ہیں وہ ظاہر ہیں، پس ان عوارض کی وجہ سے منع کرنا ہی احتوط ہے۔

اور صدقہ و خیرات کے لیے یہ رات چونکہ ایک وقت متبرک و مقبول ہے، اس لیے کچھ مضايقہ اس میں نہ تھا، مگر عوام کے زعمِ تعین و تخصیص کی وجہ سے اس خصوصیت کو اٹھایا جاوے گا۔

حاصل یہ کہ حکم صدقہ و خیرات کا مطلقاً ہے، جمیع اوقات اس کے محل ہیں، خصوصاً اوقات وازمنہِ متبرکہ مقبولہ میں زیادہ تر امید قبولیت ہے، لیکن دوسرے وجہ سے اس خصوصیت کو منع کیا جاوے گا، دعاء اموات جو اس رات میں ثابت ہے اس پر قیاس کر کے خصوصیت صدقہ و خیرات ثابت کرنا ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔

ملاعی قاری رحمنہ اللہ علیہ بَرَکَاتُهُ نے جو کچھ اس حدیث کی شرح میں ارقام فرمایا ہے اس کا نقل کر دینا مناسب ہے:

(فقال: إنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَنْزُلُ) أي من الصفات الجلالية إلى النعوت
 الحمالية زيادة ظهور في هذا التجلی، إذ قد ورد في الحديث: سبقت

رحمتى على غضبى وفي رواية: غلت (ليلة النصف من شعبان) وهي ليلة البراءة، ولعل وجه تخصيصها لأنها ليلة مباركة، ففيها يفرق كل أمر حكيم، ويدبر كل خطب عظيم، مما يقع في السنة كلها من الإحياء والإماتة وغيرهما حتى يكتب الحجاج وغيرهم (إلى السماء الدنيا) أي قاصدا إلى السماء القريبة من أهل الدنيا المتلوثين بالمعصية المحتاجين إلى إنزال الرحمة عليهم وإذلال المغفرة، وظاهر الحديث أن هذا النزول المكنى به عن التجلى الأعظم ونزول الرحمة الكبرى والمغفرة للعلميين، لا سيما أهل البقىع يعم هذه الليلة فتمتاز بذلك على سائر الليالي، إذ النزول الوارد فيها خاص بثلث الليل (فيغفر لأكثر من عدد شعر غنم كلب) أي قبيلة بني كلب، وخصوصهم لأنهم أكثر غنما من سائر العرب، نقل الأبهري عن الأزهار أن المراد بغفران أكثر عدد الذنوب المغفورة لا عدد أصحابها، وهكذا رواه البيهقي، أما الحديث الآتى فيغفر لجميع خلقه فالمراد أصحابها، والحاصل أن هذا الوقت زمان التجليات الرحمانية والتزلات الصمدية والتقربات السبحانية الشاملة للعام والخاص وإن كان الحظ الأوفى لأرباب الاختصاص، فالمناسب الاستيقاظ من نوم الغفلة والتعرض لنفحات الرحمة، وأنا رئيس المستغفرين وأنيس المسترحين وشفيع المذنبين، بل ورحمة للعلميين خصوصاً أموات المسلمين من الأنصار والمهاجرين، فلا يليق لي إلا أن أكون ممثلا بين يدي ربى أدعو بالمغفرة لأمتى وأطلب زيادة الرحمة لذاتي، فإنه ليس لأحد أن يستغنى عن تعمته أو يستنكف عن عبادته والتعرض لخزائن رحمته، وقد أراد الله لك الخير بالقيام وترك المنام ومتابعة سيد الأنام وحصول المغفرة ببركته عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالسَّلَامُ انتهى. (مرقة شرح مشكوة) فقط

كتبة عزيز الرحمن عفى عنها

١٢ / رمضان المبارك هـ ١٤٣٣

تحقيق شعب برأت

احقر اشرف علی عرض رہا ہے کہ اس کے ساتھ ایک پرچہ بھی تھا اس میں لکھا تھا:
 ”بندہ نے جو کچھ اس کے متعلق لکھا ہے بڑے مولانا (یعنی حضرت مولانا محمود حسن صاحب) سلمہ، کو سنا
 لیا ہے۔“

اور خلاصہ اس فیصلہ دیوبند کا یہ ہے:

”احقر کے دعویٰ کے دو جزو تھے:

ایک یہ کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا ای عینہ دال ہے من وجہ تخصیص ليلة البراءة بالدعاء
 للأموات پر۔

دوسرایہ کہ اس دعا پر دوسرے طرق ایصالِ ثواب کو قیاس کیا جا سکتا ہے، اس فیصلہ میں جزو اول کو
 ثابت رکھا ہے مگر عوارض کے سبب خروج ای امکبرۃ کے منع کو احاطہ کھا ہے۔
 اور بعض علماء متاخرین کی تصریح بھی اس کی موئید ہے، جیسا کہ دیوبند کے ایک کارڈ مرقومہ ۱۳
 رمضان المبارک میں حضرت مجیب مددوح نے یہ عبارت لکھی ہے:

”یہ خیال نہیں رہا کہ فقہاء نے بھی ليلة البراءة میں کہیں زیارت قبور کا استحباب لکھا ہے یا نہیں؟ تلاش
 کرنے کی فرصت نہ ہوئی اور جو کہیں دیکھا گیا تصریح نہ ملی، البته مولانا عبدالحیم لکھنؤی نے رسالہ نور الایمان
 میں ایک غیر معروف کتاب ”غراہب“ کے حوالہ سے اس شب میں استحباب زیارت قبور نقل فرمایا ہے اور اسی
 حدیث سے استدلال کیا ہے۔“

اور دوسرے جزو کی نفی کی ہے، پس میں اپنے دعویٰ کے جزو ثانی سے رجوع کرتا ہوں اور جزو اول کے
 ثبوت کے بعد بھی خروج ای امکبرۃ کے منع کو احاطہ سمجھتا ہوں اور حضرات علماء کے لیے دعا کرتا ہوں جنہوں
 نے میری رہبری فرمائی۔

ناظرین ”اصلاح الرسم“ بالخصوص اس پر مطلع ہو جاویں، اور اگر ”اصلاح الرسم“ کہیں طبع کی جاوے
 اس پر میرا یہ رجوع بطور حاشیہ کے لکھ دیا جاوے، فقط، (امداد الفتاویٰ: ۲/ ۲۶) ۵۱۳۳

۶۔ (۱) قال الإمام ابن العربي رحمه الله تعالى:

وَجْهُمُورُ الْعُلَمَاءِ عَلَى أَنَّهَا لِيَلَةُ الْقَدْرِ، وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ: إِنَّهَا لِيَلَةُ النَّصْفِ مِنْ
 شَعْبَانَ، وَهُوَ باطِلٌ لَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ فِي كِتَابِهِ الصَّادِقِ الْقَاطِعِ: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ
 الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾ فَنَصَّ عَلَى أَنَّ مِيقَاتَ نَزْوَلِهِ رَمَضَانٌ ثُمَّ عَبَرَ عَنْ زَمَانِيَةِ

الليل ههنا بقوله: ﴿فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَّكَةٍ﴾ فمن زعم أنه في غيره فقد أعظم الفريدة على الله، وليس في ليلة النصف من شعبان حديث يعول عليه لا في فضلها ولا في نسخ الأجال فيها، فلا تلتفتوا إليها. (أحكام القرآن: ٤/١٦٧٨)

”جمهور علماء کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ ليلة القدر ہے، اور بعض کا خیال ہے کہ نصف شعبان کی رات، یہ خیال بالکل باطل ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سچی اور قطعی کتاب میں فرمایا ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾

سوال اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمادی ہے کہ قرآن رمضان میں نازل ہوا ہے، پھر یہاں شب نزول قرآن کو ”ليلۃ مبارکۃ“ سے تعبیر فرمایا، سوجس نے غیر رمضان میں نزول قرآن کا خیال ظاہر کیا اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا افتراء کیا، شب نصف شعبان کے بارے میں کوئی قابل اعتماد حدیث نہیں، نہ اس کی فضیلت کے بارے میں اور نہ اس میں تقدیر کے فیصلوں کے بارے میں، اس لیے اس رات کی طرف کوئی التفات نہ کرو۔“

(٢) قال الإمام القرطبي رحمه الله تعالى:

قلت: وقد ذكر حديث عائشة رضي الله تعالى عنها مطولاً صاحب كتاب العروس، واحتار أن الليلة التي يفرق فيها كل أمر حكيم ليلة النصف من شعبان، وأنها تسمى ليلة البراءة، وقد ذكرنا قوله والرد عليه في غير هذا الموضوع، وأن الصحيح إنما هي ليلة القدر على ما بينناه، روى حماد بن سلمة قال: أخبرنا ربيعة بن كلثوم قال: سأله رجل الحسن وأنا عنده فقال: يا أبا سعيد، أرأيت ليلة القدر أفي كل رمضان هي؟ قال: إِنَّ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، إِنَّهَا فِي كُلِّ رَمَضَانٍ، إِنَّهَا لِلَّيْلَةِ الَّتِي يُفْرَقُ فِيهَا كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ، فِيهَا يَقْضِي اللَّهُ كُلُّ خَلْقٍ وَأَجْلَ وَرْزَقٍ وَعَمَلٍ إِلَى مُثْلِهَا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله تعالى عنهما: يكتب من أُمِّ الْكِتَابِ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ مَا يَكُونُ فِي السَّنَةِ مِنْ مَوْتٍ وَحِيَاةٍ وَرَزْقٍ وَمَطْرٍ حَتَّى الْحَجَّ، يَقُولُ: يَحْجُّ فَلَانٌ وَيَحْجُّ فَلَانٌ، وَقَالَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: إِنَّكَ لَتَرَى الرَّجُلَ يَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ وَقَدْ وَقَعَ اسْمُهُ فِي الْمَوْتِيِّ، وَهَذِهِ الإِبَانَةُ لِأَحْكَامِ السَّنَةِ إِنَّمَا هِيَ لِلْمَلَكَةِ الْمُوْكَلِينَ بِأَسْبَابٍ

الخلق، وقد ذكرنا هذا المعنى انفا، وقال القاضي أبو بكر بن العربي: وجمهور العلماء على أنها ليلة القدر، ومنهم من قال: إنها ليلة النصف من شعبان، وهو باطل لأن الله تعالى قال في كتابه الصادق القاطع: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾ فنص على أن میقات نزوله رمضان، ثم عین من زمانه الليل ههنا بقوله: ﴿فِي لَيْلَةِ مُبَارَكَةٍ﴾ فمن زعم أنه في غيره فقد أعظم الفريدة على الله، وليس في ليلة النصف من شعبان حديث يعلو عليه لا في فضلها ولا في نسخ الأجال فيها، فلا تلتفتوا إليها.

(الجامع لأحكام القرآن: ١٢٧/١٦)

کتاب ”العروں“ کے مصنف نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ای عنہما سے طویل حدیث نقل کی ہے اور کہا ہے کہ آیتہ کریمۃ: ﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾ سے شب نصف شعبان مراد ہے، اس میں تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں اور اس کا نام ”لیلة البراءة“ ہے۔ ہم نے اس کے اس خیال پر دوسری جگہ رد کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہ لیلة القدر ہے۔ حماد بن سلمہ نے کہا کہ ہمیں ربیعہ بن کثوم نے بتایا کہ ایک شخص نے میرے سامنے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ای سے دریافت کیا: ”کیا لیلة القدر ہر رمضان میں ہوتی ہے۔“

انہوں نے فرمایا:

”ہاں! اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! بلا شہر وہ ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ یہی وہ رات ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں ﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾ وارد ہے، اسی میں تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسی رات میں پیدا ش، موت، رزق اور کام وغیرہ ہر چیز کا فیصلہ فرماتے ہیں۔“

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”لیلة القدر میں لوح محفوظ سے سال بھر میں جو کچھ ہونے والا ہے لکھا جاتا ہے، موت، حیات، رزق، بارش حتیٰ کہ یہ بھی کہ فلاں فلاں شخص حج کرے گا، تو کسی کو بازاروں میں چلتے پھرتے دیکھتا ہے، حالانکہ اس کا نام اموات میں لکھا جا چکا ہے، اور یہ سال بھر کے احکام کا اظہار ان ملائکہ کے لیے ہوتا ہے جن کے سپرد اسباب خلق ہیں۔“

تحقیق شب براءت

اور قاضی ابوکبر ابن العربی نے کہا ہے:

”جمہور علماء کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ لیلۃ القدر ہے اور بعض کا خیال ہے کہ نصف شعبان کی رات۔ یہ خیال بالکل باطل ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سچی اور قطعی کتاب میں فرمایا ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾

سوال اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمادی ہے کہ قرآن رمضان میں نازل ہوا ہے، پھر یہاں شب نزول قرآن کو ”لیلۃ مبارکۃ“ سے تبییر فرمایا، سو جس نے غیر رمضان میں نزول قرآن کا خیال ظاہر کیا اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا افتراء کیا، شب نصف شعبان کے بارے میں کوئی قابل اعتماد حدیث نہیں، نہ اس کی فضیلت کے بارے میں اور نہ اس میں تقدیر کے فیصلوں کے بارے میں، اس لیے اس رات کی طرف کوئی التفات نہ کرو۔“

(۳) قال الحافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ:

وليلة النصف من شعبان كان التابعون من أهل الشام كخالد بن معدان و مكحول ولقمان بن عامر وغيرهم يعظمونها ويحتهدون فيها في العبادة، و عنهم أخذ الناس فضلها و تعظيمها، وقد قيل إنه بلغهم في ذلك أشار إسرائيلية، فلما اشتهر ذلك عنهم في البلدان اختلف الناس في ذلك فمنهم من قبله منهم، و وافقهم على تعظيمها، منهم طائفة من عباد أهل البصرة وغيرهم وأنكر ذلك أكثر علماء الحجاز، منهم عطاء و ابن أبي مليكة، و نقله عبد الرحمن بن زيد بن أسلم عن فقهاء أهل المدينة، وهو قول أصحاب مالك وغيرهم، و قالوا: ذلك كله بدعة، و اختلف علماء أهل الشام في صفة إحياءها على قولين: أحدهما أنه يستحب إحياؤها جماعة في المساجد. كان خالد بن معدان و لقمان بن عامر وغيرهما يلبسون فيها أحسن ثيابهم و يتبرخون و يكتحلون و يقومون في المسجد ليت لهم تلك، و وافقهم اسحق بن راهويه على ذلك، و قال في قيامها في المساجد جماعة ليس ذلك بدعة، نقله عنه حرب الكرمانى فى مسائله، والثانى أنه يكره الاجتماع فيها فى المساجد للصلوة والقصص والدعاء، ولا يكره أن

يصلى الرجل فيها وخاصة نفسه، وهذا قول الأوزاعي إمام أهل الشام وفقيههم وعالمهم، وهذا هو الأقرب إن شاء الله تعالى، وقد روي عن عمر بن عبد العزيز رحمه الله تعالى أنَّه كتب إلى عامله إلى البصرة: عليك بأربع ليالي من السنة فإنَّ الله يفرغ فيهم الرحمة إفراجاً: أول ليلة من رجب وليلة النصف من شعبان وليلة الفطر وليلة الأضحى، وفي صحته عنه نظر، وقال الشافعي رضي الله تعالى عنه: بلغنا أن الدعاء يستجاب في خمس ليال ليلاً الجمعة والعيدان وأول رجب ونصف شعبان - قال: واستحب كل ما حكى في هذه الليالي، ولا يعرف للإمام أحمد رحمه الله تعالى كلام في ليلة نصف شعبان ويخرج في استحباب قيامها عنه روایتان من الروایتين عنه في قيام ليلتي العيدان، فإنه في روایة لم يستحب قيامها جماعة؛ لأنَّه لم ينقل عن النبي ﷺ وأصحابه، واستحبها في روایة لفعل عبد الرحمن ابن يزيد بن الأسود لذلك وهو من التابعين فكذلك قيام ليلة النصف لم يثبت فيها شيء عن النبي ﷺ ولا عن أصحابه وثبت فيها عن طائفه من التابعين من أعيان فقهاء أهل الشام. (لطائف المعارف: ص: ٤٤)

”شام کے بعض تابعین جیسے خالد بن معدان، مکحول، لقمان بن عامر وغیرہم شبِ نصف شعبان کی تعظیم کرتے تھے اور اس میں زیادہ عبادت کرنے کی کوشش کرتے تھے، انہی سے لوگوں نے اس رات کی فضیلت اور عظمت کو لے لیا اور وثوق سے کہا گیا ہے کہ ان کو اس بات میں اسرائیلی روایات پہنچی ہیں، جب ان کا یہ عمل مختلف شہروں میں مشہور ہو گیا تو علماء نے اس میں اختلاف کیا، بعض نے قبول کر لیا اور اس رات کی تعظیم میں ان سے موافقت کی، ان میں بصرہ کے عابدین وغیرہم کی ایک محضرسی جماعت ہے اور اکثر علماء عجائز نے اس سے انکار کیا، ان میں عطاء اور ابن ابی مليکہ رحمہما اللہ تعالیٰ بھی ہیں، عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے فقهاء مدینہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے، امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کے اصحاب اور دوسرے فقهاء رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی بھی قول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یہ سب بدعت ہے،

پھر اس شب میں عبادت کے بارے میں اہل شام کے دو قول ہیں:

ایک یہ کہ مساجد میں باجماعت نوافل پڑھے جائیں، خالد بن معدان اور لقمان ابن عامر وغيرہما اس رات عمدہ لباس پہننے تھے، خوشبو لگاتے، سرمد لگاتے اور مسجد میں باجماعت نوافل پڑھتے، الحسن بن راہو یہ نے بھی ان کی موافقت کی ہے، فرماتے ہیں کہ مسجد میں باجماعت نوافل پڑھنا بدعت نہیں۔

دوسراؤل یہ کہ مساجد میں نماز، وعظ اور دعاء کے لیے اجتماع مکروہ ہے، انفراد نماز پڑھنا مکروہ نہیں، یہ قول اہل شام کے امام، فقیہ، عالم، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نقشی کا ہے اور یہی سنت سے قریب تر ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نقشی سے روایت ہے کہ انہوں نے بصرہ میں اپنے عامل کی طرف لکھا:

”چار راتوں میں عبادت سنت ہے، ان راتوں کا اہتمام کرو، ان میں اللہ تعالیٰ خوب رحمت بر ساتے ہیں، رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرہویں، عید الفطر کی رات، عید الاضحیٰ کی رات۔“

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نقشی سے اس روایت کی صحت مخدوش ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نقشی فرماتے ہیں:

”ہمیں خبر پہنچی ہے کہ پانچ راتوں میں دعاء قبول ہوتی ہے، جمعہ، عیدین، رجب کی پہلی اور نصف شعبان کی راتیں، ان راتوں کے بارے میں جو باتیں بھی نقل کی گئی ہیں میں میں ان کو مستحب سمجھتا ہوں۔“

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نقشی سے نصف شعبان کی رات کے بارے میں کوئی تصریح معروف نہیں، آپ سے عیدین کی راتوں کے بارے میں دو روایتیں ہیں:

ایک روایت میں باجماعت قیام کو پسند نہیں فرمایا، اس لیے کہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں۔

دوسری روایت میں اس کو پسند فرمایا ہے، اس لیے کہ عبد الرحمن بن زید بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ نقشی نے ایسا کیا ہے اور آپ تابعی ہیں اور اکابر فقهاء اہل شام میں سے تابعین رحمۃ اللہ علیہ نقشی کی ایک جماعت سے بھی ثابت ہے۔

(۴) وقال الإمام أبو بكر الطرسى رحمۃ اللہ علیہ نقشی:

وروي ابن وضاح عن زيد بن أسلم رحمه الله تعالى قال: ما أدر كنا أحدا من مشيختنا ولا فقهائنا يلتفتون إلى النصف من شعبان ولا يلتفتون إلى حديث مكحول ولا يرون لها فضلا على ما سواها.

وقيل لابن أبي مليكة: إن زياد النميري يقول: إن أجر ليلة النصف من شعبان كأجر ليلة القدر، فقال: لو سمعته وبيدي عصا لضربته، وكان زياد قاصا. (الحوادث والبدع: ص: ١٣٠)

”زيد بن أسلم رحمه الله تعالى فرمى“

”هم نے اپنے مشائخ و فقهاء رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی کو بھی ایسا نہیں پایا جو نصف شعبان یا حدیث مکحول کی طرف کوئی التفات کرتا ہو، یہ حضرات اس رات کی دوسری عام راتوں پر کوئی فضیلت نہیں سمجھتے تھے۔ ابن ابی مليکہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے کسی نے کہا کہ زیاد نميری کہتا ہے:“
”شب نصف شعبان کا اجر لیلۃ القدر کے برابر ہے۔“

”یہ سن کر ابن ابی مليکہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اگر میں اس کو یہ کہتے سنوں اور میرے ہاتھ میں لاٹھی ہوتا اس کو لاٹھی سے ماروں، یہ زیاد قصہ خوان تھا۔“

(٥) وقال العلامة محمد طاهر البنتی رحمه الله تعالى: قال زيد بن أسلم رحمه الله تعالى: ما أدر كنا أحدا من مشايخنا وفقهائنا يلتفتون إلى ليلة البراءة وفضلهما على غيرها وقال ابن دحية: أحاديث صلوة البراءة موضوعة، واحد مقطوع ومن عمل بخبر صح أنه كذب فهو من خدم الشيطان.

(تذكرة الموضوعات: ص: ٤٥)

”زيد بن أسلم رحمه الله تعالى نے فرمایا:

”هم نے اپنے مشائخ و فقهاء رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی کو بھی شب براءت کی فضیلت کی طرف التفات کرتے نہیں پایا۔“

ابن دحیہ فرماتے ہیں:

صلوة براءت کے بارے میں جتنی بھی روایات ہیں سب موضوعہ ہیں اور ان میں سے ایک مقطوع ہے، جو شخص ایک روایت پر عمل کرتا ہے جس کا جھوٹ ہونا ثابت ہو جائے وہ شیطان کے خادموں سے ہے۔“

(۶) یہ نمبر آخر میں ”الحاک“ کے تحت آرہا ہے۔

اممہ اربعہ رحمہم اللہہ تعالیٰ:

اوپر نمبر ۶ کے تحت نمبر ۳ میں حافظ ابن رجب رحمہم اللہہ تعالیٰ کی تحقیق کے مطابق شبِ نصف شعبان سے متعلق ائمہ اربعہ رحمہم اللہہ تعالیٰ کے اقوال کی تفصیل یہ ہے:

حضرت امام اعظم اور آپ کے اصحاب رحمہم اللہہ تعالیٰ:

اممہ احناف رحمہم اللہہ تعالیٰ میں سے کسی سے بھی نصفِ شعبان کے بارے میں کوئی قول منقول نہیں۔

حضرت امام مالک رحمہم اللہہ تعالیٰ:

آپ سے بھی کوئی قول منقول نہیں۔

اصحاب مالک رحمہم اللہہ تعالیٰ:

امام مالک رحمہم اللہہ تعالیٰ کے اصحاب رحمہم اللہہ تعالیٰ اس شب کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمہم اللہہ تعالیٰ:

آپ فرماتے ہیں:

”ہمیں خبر پہنچی ہے..... میں ان کو مستحب سمجھتا ہوں۔“

امام شافعی رحمہم اللہہ تعالیٰ کے پورے کلام پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا یہ خیال بعض تابعین رحمہم اللہہ تعالیٰ سے پہنچنے والی روایات پڑنی ہے، آپ کے علم میں حضور اکرم ﷺ کی کوئی حدیث یا کسی صحابی رضی اللہہ تعالیٰ عنہی سے کوئی روایت نہ تھی۔ اس پر شواہد یہ ہیں:

① بلغنا ”ہمیں خبر پہنچی ہے۔“

آپ کے علم میں کوئی حدیث یا کسی صحابی رضی اللہہ تعالیٰ عنہی سے کوئی قول ہوتا تو بیان فرماتے۔

② وأستحب كل ما حكى في هذه الليالي

”ان راتوں کے بارے میں جو با تیں بھی نقل کی گئی ہیں میں ان کو مستحب سمجھتا ہوں۔“

اس سے بھی ثابت ہوا کہ آپ کا قولِ استحباب صرف بعض تابعین رحمہم اللہہ تعالیٰ سے پہنچنے والی روایات پڑنی ہے، پھر وہ روایات بھی کسی پختہ سند سے آپ تک نہیں پہنچیں، ”رویت“ صیغہ تضعیف ہے، یہاں وہ بھی نہیں اس کی بجائے ”حکیت“ ہے جو اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے۔

اور رجب کی پہلی اور عیدین کی راتوں میں عبادت کی فضیلت کے بارے میں کوئی روایت بھی قابل

قبول نہیں۔

قال الحافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ:

کل حدیث فی ذکر صوم رجب و صلاة بعض الليالي فیه فهو کذب
مفتری۔ (المنار المنیف: ص: ۹۶)

”ہر وہ حدیث جس میں رجب کے روزہ اور اس کی کسی رات میں نماز کا ذکر ہے وہ جھوٹ اور افتراء ہے۔“
علامہ شوکانی اور دوسرے نادین حدیث کا بھی یہی فیصلہ ہے۔

قال العلامہ الألبانی:

(من أحیا ليلة الفطر وليلة الأضحى لم يمت قلبه يوم تموت القلوب)

موضوع۔ (سلسلہ الضعیفہ وال موضوعہ: ۱۱/۲)

”جس نے عیدین کی راتوں میں عبادت کی اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن دل مریں گے،
یہ حدیث موضوع ہے۔“

وقال أيضًا:

(من قام ليلتی العيدین محتسباً لله لم يمت قلبه يوم تموت القلوب)

ضعیف جدًا۔ (حوالہ بالا)

”جس نے اللہ تعالیٰ سے اجر کی نیت سے عیدین کی راتوں میں نماز پڑھی اس کا دل نہیں مرے گا جس
دن دل مریں گے، یہ حدیث بہت زیادہ ضعیف ہے۔“

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سے کوئی روایت منقول نہیں،

یہ امام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ منقوص ۹۵ کی تحقیق ہے، مگر محمد بن مفلح رحمۃ اللہ علیہ متوفی
۶۳ کے ہرماتے ہیں کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے فضیلت کی روایت منقول ہے، و نصہ:

وليلة النصف لها فضيلة في المنقول عن أحمد رحمۃ اللہ علیہ، وقد

روى أحمد و جماعة من أصحابنا وغيرهم في فضلها أشياء مشهورة في

كتب الحديث۔ (كتاب الفروع، كتاب الصيام: ۱۸/۳)

یہ دونوں حضرات حنبلی ہیں اور دونوں ایک ہی زمانہ میں گزرے ہیں اور دونوں ایک ہی شہر ” دمشق“ کے

تحقیق شب براءت

رہنے والے ہیں، ابن مفلح مقدسی ثم دمشقی ہیں اور ابن رجب بغدادی ثم دمشقی۔ اس کے باوجود اپنے امام سے روایت کے بارے میں اختلاف ہے، رفع تعارض کی یہ صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱ فی المنقول عن أَحْمَدَ سَرِّ روایتِ مذہبِ مَرَادِهِ، روایتِ حدیثِ مَرَادِهِ، كَمَا هُوَ

ظاهر من قوله "فی کتب الحدیث" روایتِ حدیثِ روایتِ مذہبِ کو مستلزم نہیں۔

۲ قیامِ نصفِ شعبان کی کوئی مستقل روایت نہیں بلکہ اس کی تخریج قیامِ لیلیتی العیدین سے کی گئی ہے، کما قال ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ:

۳ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ زیادہ مشہور اور زیادہ مقبول ہیں، اس لیے ان کی تحقیق راجح معلوم ہوتی ہے۔

ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ابن مفلح رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے بیس سال بعد ہوئی ہے، اس کے باوجود وہ روایت احمد رحمۃ اللہ علیہ کے منکر ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قول ابن مفلح رحمۃ اللہ علیہ کے محمل سے بخوبی واقف ہوں گے، خواہ وہ ان دو محامل میں سے کوئی ہو جو میں نے لکھے ہیں یا کوئی اور۔

اگر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی روایت ہو بھی تو وہ اتنی غیر معروف ہے کہ تیری صدی کے وسط سے آٹھویں صدی کے آخر تک ساڑھے پانچ سو سال کے طویل عرصہ میں بھی مذہب حنبلی کے جلیل القدر امام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ تک نہیں پہنچ سکی۔

دوسری اختلاف:

ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۵ھ کی تحقیق مذکور سے ثابت ہوتا ہے کہ فقهاء اہل مدینہ، اصحاب مالک اور اکثر علماء حجاز نفسِ فضیلت ہی کے منکر ہیں اور نجم غیطی فرماتے ہیں کہ یہ حضرات نفسِ فضیلت کے منکر نہیں، صرف اجتماع و احتفال کو بدعت قرار دیتے ہیں، انفراد و استحباب کے قائل ہیں۔

کذا نقل عنه الزبیدی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۰۵ فی الإتحاف۔ (۴۲۷/۳)

وکذا قال الشرنبلای رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۹۹ هـ و لم يزد على

أحد. (مراقب الفلاح: ص: ۲۱۹)

تطبیق کی کوئی صورت نظر نہیں آتی لہذا صورت ترجیح ہی متعین ہے، ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ مذہب کے مشہور امام ہونے کے علاوہ بلحاظ زمان و درجہ بھی بہت متقدم ہیں، نجم غیطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۸۲ھ دو سو سال بعد گزرے ہیں، پھر آپ سے نقل "زبیدی" تک تین سو سال کا فصل ہے، اگر غیطی کی

کسی کتاب میں ہے تو وہ ابن رجب کی کتاب جیسی معروف نہیں۔

شرنبلی رحمۃ اللہ علیہ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ سے تین سو سال بعد گزرے ہیں، آپ نے کوئی حوالہ بھی تحریر نہیں فرمایا، ممکن ہے کہ بخوبی ہی سے نقل کیا ہو، جس کا حال اور لکھا جا چکا ہے، اس لیے یہ قول امام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مقابلہ کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

اس اختلاف کا اس حقیقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نصف شعبان کی فضیلت کے بارے میں کسی قسم کی کوئی روایت نہیں۔

یہ تحقیق ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق تھی، اس میں شبہ نہیں کہ چاروں ائمہ کے جمہور مقلدین نفس فضیلت کے قائل ہیں۔

رواياتِ حدیث:

قال الإمام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ:

وفي فضل ليلة نصف شعبان أحاديث آخر متعددة، وقد اختلف فيها فضعفها الأكثرون، وصحح ابن حبان بعضها وخرجه في صحيحه، ومن أمثلها حديث عائشة رضي الله عنها عزفها قالت: فقدت النبي ﷺ الحديث. خرجه الإمام أحمد والترمذى وأبن ماجة وذكر الترمذى عن البخارى أنه ضعفه. (لطائف المعارف: ص: ۱۴۳)

”شب نصف شعبان کی فضیلت میں اور متعدد احادیث ہیں جن میں اختلاف ہے، اکثر محدثین نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے، ابن حبان نے ان میں سے بعض کو صحیح کہا ہے اور اپنی کتاب ”صحیح ابن حبان“ میں ذکر کیا ہے، ان میں سب سے بہتر حديث عائشہ رحمۃ اللہ علیہ جعنی اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اس حدیث کی تخریج امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔“ اس سے ثابت ہوا کہ جس حدیث کو ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سمجھ کر اپنی کتاب میں درج فرمایا ہے وہ اس حدیث سے بھی زیادہ ضعیف ہے جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ضعیف حدیث کے حکم کی تفصیل رسالہ ”حدیث ضعیف پر عمل کرنے میں مفاسد“ میں ہے۔

الحق:

بوقت تحریر مذکورین فضیلت کی تفصیل سے متعلق پانچ کتابیں سامنے تھیں جن کی عبارات لکھی جا چکی

ہیں، تکمیل تحریر کے بعد چھٹی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم لا بن تیمیہ میں بھی منکرین تفضیل کا بیان مل گیا جو درج ذیل ہے:

۶۔ قال الإمام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ:

ومن العلماء من السلف من أهل المدينة وغيرهم من الحلف: من أنكر فضلها وطعن في الأحاديث الواردة فيها ك الحديث "إِنَّ اللَّهَ يغفرُ فِيهَا لَأَكْثَر مِنْ عَدْدِ شِعْرِ غَنْمٍ بْنِ كَلْبٍ". و قال: لَا فَرْقَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ عَيْرِهَا.

لکن الذي عليه كثیر من أهل العلم أو أكثرهم من أصحابنا وغيرهم: على تفضیلها، وعليه يدل نص أَحْمَدَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ تَعَالَى، لتعدد الأحاديث الواردة فيها، وما يصدق ذلك من الآثار السلفية، وروي بعض فضائلها في المسانيد والسنن، وإن كان قد وضع فيها أشياء أخرى، فأما صوم يوم النصف مفردا فلا أصل له، بل إفراده مکروه۔ (اقتضاء الصراط المستقیم: ص: ۲۰۳)

"اہل مدینہ سے علماء سلف اور غیر اہل مدینہ سے بھی بعض علماء خلف نے اس رات کی فضیلت کا انکار کیا ہے اور اس بارے میں احادیث وارده کونا قابل اعتبار قرار دیا ہے، لیکن بہت سے یا اکثر اہل علم اس کی فضیلت کے قائل ہیں، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے، اس بارے میں متعدد احادیث اور آثار سلف کی وجہ سے، اس رات کے بعض فضائل مسانید و سنن میں مروی ہیں، اگرچہ اس میں یقیناً کئی خود ساختہ اور منہڑت چیزیں بھی داخل کردی گئی ہیں۔ اس دن کے روزہ کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ تنہا اس دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔"

اس سے امورِ ذیل ثابت ہوئے:

① امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت تفضیل کا ثبوت۔

تاہم یہ حقیقت نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۲۸۷ھ میں ہوئی ہے اور امام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ کی ۹۵ھ میں۔ سرسری سال کی طویل مدت میں بھی یہ روایت امام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ تک نہیں پہنچ پائی جبکہ آپ مدھب خنبی کے مشہور امام ہیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت بہت ہی غیر معروفة ہے، اسی لیے امام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ "وَلَا يَعْرَف لِإِلَامَ أَحْمَدَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ كَلَامٌ" فرمایا ہے۔

۲) اس سے امام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ نے کی تحقیق کی مزید تایید ہو گئی اور یہ حقیقت مزید واضح ہو گئی کہ علماء مدینہ و اصحاب مالک رحمۃ اللہ علیہ نفس فضیلت کے منکر ہیں، ختم غیطی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ خیال صحیح نہیں کہ یہ حضرات صرف اجتماع و اتحاد کے منکر ہیں، نفس فضیلت کے قاتل ہیں۔ علامہ طرطوشی اور علامہ پنڈی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر میں بھی نفس فضیلت کے انکار کی تصریح گزر چکی ہے اور زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد بھی:

ما أدرَّ كُنا أحْدًا مِنْ مَشَايِخنَا وَفَقِهائِنَا يَلْتَفِتونَ إِلَى لَيْلَةِ الْبَرَاءَةِ وَفَضْلُهَا
عَلَى غَيْرِهَا.

”هم نے اپنے مشائخ اور فقهاء میں سے کسی ایک کو بھی ایسا نہیں پایا جو شب براءت کی طرف کوئی التفات کرتا ہوا اور اس کو دوسرا ہی رات تو پر فضیلت دیتا ہو۔“

زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ بہت جلیل القدر تابعی اور بہت بڑے محدث و فقیہ ہیں، آپ کے مشائخ و فقهاء حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور کبار تابعین رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اور اسلاف فقهاء مدینہ یہی حضرات ہیں، اس لیے کہ آپ مدنی ہیں۔
وَاللَّهُ سَبَبِ حَلَافَةِ قَعَدَ الْأَعْلَمَ

۱۲ / ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

